چاند پر بسنے والا پہلا انسان

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی، آکسفورڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخباروں سے پتا چلا کہ امریکہ، سابق سوویت یونین، چین اور ہندوستان یہ چاروں ممالک وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے چاند پر قدم رکھا، اور آئندہ چاند کو بنیاد بنا کر خلاؤں پر حکمرانی کی راہ ہموار کرنے کا منصوبہ بنایا جارہا ہے۔ اس منصوبہ کی تکمیل کی شکل میں کتنی تعمیر ہوگی اور کتنی تخریب، اس کا اندازہ زمین پر قیاس کرکے بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔

چاند کے تمنائیوں کے دعوے سن کر میرے گاؤں کے بڑے بوڑھے اپنی ہنسی نہ روک سکے، اور نوجوانوں پر تو گویا قہقہوں کا طوفان ٹوٹ پڑا۔ ہم وہاں نہیں تھے پر جب یہ خبر ہم تک پہنچی تو ہمیں حیرت اس پر ہوئی کہ چاند پر جانے والوں نے کوئی ایسی نئی بات نہیں بتائی جو چاند پر نہ جانے والوں کے لئے راز سربستہ ہو، بلکہ ہمارے قدیم شعراء کے یہاں چاند کے متعلق جو انوکھی تحقیقات ملتی ہیں ان سے سارے سائنسداں اب تک نابلد ہیں۔ یعنی فلک پیما ابھی تک شاعروں سے بدارج پیچھے ہیں۔ یہ پسماندگی اور اوپر سے یہ غرور!

ایک زمانہ میں برکات حکومت انگلشیہ گنائی جاتی تھیں، اب حکومتوں کے پاس گنانے کو برکتیں نہیں بچیں تو چاند پر نشیمن بنانے کو سب سے بڑی برکت کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ چاند پر پلاٹ بیچے جا رہے ہیں، اور فقہاء کے اس قول کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں کہ انسان جس چیز کا مالک نہ ہو اسے بیچ نہیں سکتا، الغرض ہر طرف چاند ہی کی باتیں ہورہی ہیں، اور چاند ہی کا خواب دیکھا جارہا ہے۔

ہمارے گاؤں کے لوگوں کے خیال میں چاند پر سب سے پہلے پہنچنے کی بات ایسی ہی ہے جیسے ایک زمانہ میں کہا جاتا تھا کہ کولمبس نے امریکہ دریافت کیا۔ یہ جھوٹ کئی سو سال تک چلا، مگر اب ساری دنیا پر یہ حقیقت عیاں ہوچکی ہے کہ امریکہ نئی دنیا نہیں بلکہ پرانی دنیا کا ایک حصہ ہے۔ کولمبس سے بہت پہلے مسلمان وہاں پہنچ گئے تھے اور ان کے اثرات آج تک موجود ہیں۔

میرے بچپن میں گاؤں کا بچہ بچہ اس حقیقت سے بخوبی واقف تھا کہ چاند میں ایک بڑھیا ہے جو بیٹھی ہوئی چرخہ پر سوت کاتتی رہتی ہے۔ چاندنی راتوں میں بڑھیا کے بیٹھنے اور سوت کاتنے کا خوبصورت منظر ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ کھلی آنکھوں سے دیکھنا سب سے بڑا ذریعۂ علم ہے۔ دنیا کے پاس اس سے بڑھ کر کوئی سچی دلیل نہیں ہوسکتی۔

جو حقیقت کا چشم بینا سے مشاہدہ کرتا ہو اس کے سامنے اگر اس طرح کے جاہلانہ دعوے کئے جائیں کہ سب سے پہلے امریکہ نے چاند پر قدم رکھا تو وہ زور زور سے قہقہہ لگانے یا کسی پتھر پر اپنا سر پھوڑنے کے سوا اور کیا کرسکتا ہے۔

رہا یہ سوال کہ وہ بڑھیا چاند پر کب پہنچی؟ تو اس سوال کا جواب میرے گاؤں میں کسی کے پاس نہیں تھا، کیونکہ ہمارے گاؤں میں لوگ صرف وہی بات کہتے ہیں جس کی دلیل ان کے پاس ہو، ہمارے باپ دادا نے بھی اپنے بچپن میں اس بڑھیا کو چاند میں دیکھا تھا، اور ہمارے پرکھوں اور پرکھوں کے پرکھوں میں سے کسی نے کبھی یہ نہیں کہا کہ وہ بڑھیا جوان تھی، پھر بوڑھی ہوگئی، یا وہ وہاں نہیں تھی پھر اچانک ایک روز نمودار ہوگئی۔ اس کا مطلب ہے کہ گاؤں کی طویل تاریخ میں چاند میں بسنے والی وہ بڑھیا ہمیشہ بڑھیا ہی رہی ہے۔

بڑھیا کے اس دائمی بڑھاپے کی ایک توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ چاند پر عمریں نہیں بدلتیں۔ وہاں ماہ و سال کی آمد و رفت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر یہ بات سچ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ بڑھیا بڑھاپے کی حالت میں ہی چاند پر پہنچی، اور پھر اس وقت سے اب تک اسی عمر پر باصرار قائم ہے۔

یہاں ایک اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ بڑھیا چاند پر کیوں گئی؟ اس کا جواب جو کچھ بھی ہو، لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں ہوسکتا کہ چاند پر کمند کسی مرد نے نہیں بلکہ ایک عورت نے ڈالا اور وہ بھی بڑھاپے کی حالت میں۔

عین ممکن ہے کہ زمین پر مردوں کے شر و فساد سے تنگ آکر اُس نے اِس سیارہ سے نکل کر کہیں اور بسنا چاہا ہو، اور خلائی سفر کے دوران اس کی پہلی منزل چاند رہی ہو۔ چاند اسے اتنا پسند آیا کہ اس نے یہیں بس جانے کا عزم کرلیا۔ چاند سے اس کی مناسبت کی ایک وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ ایام جوانی میں وہ بڑھیا بڑی خوبصورت رہی ہو، اور اس کے حسن کی تشبیہ چاند سے دی جاتی رہی ہو، اسی لئے جب اس نے چاند پر قدم رکھا ہو اسے انسیت کی بو محسوس ہوئی ہو اور یہیں رک جانے کا فیصلہ کرلیا ہو۔

اب ایک سوال اور ہے کہ کیا وہ بڑھیا ہر وقت سوت کاتتی رہتی ہے؟ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے، وہ صرف چاندنی راتوں میں یہ کام کرتی ہے، دوسری راتوں میں وہ کچھ اور کرتی ہے، اور دن کی روشنی میں اس کے مشاغل متنوع ہوتے ہوں گے جن کی ہمیں خبر نہیں ہوتی۔

پھر بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ چاندنی راتوں میں ہی سہی وہ اتنا سوت کیوں کاتتی ہے؟ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ چاند پر کپڑے بہت جلد بوسیدہ ہوجاتے ہوں، اور اسے ہر وقت نئے کپڑوں کی ضرورت پڑتی ہو، اسی لئے وہ سارا وقت سوت کاتنے میں گزار دیتی ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ گلوں کی قبائیں چاند سے اترتی ہوں جنہیں یہ بڑھیا محنت سے تیار کرکے بھیجتی ہو۔ ہمیں یقین کے ساتھ صرف اتنا معلوم ہے کہ ہمارے گاؤں کی کئی نسلیں چاند پر بڑھیا کو سوت کاتتے دیکھتی آئی ہیں، اس کے بعد اور دوسرے پیدا ہونے والے سوالات میں پڑکر وہ اپنی الجھنیں بڑھانے کے قائل نہ تھے:

گرہ ہوں گتھیاں ہوں، پیچ و خم سے جس کے الجھن ہو
یہی مضمون جو بنتا ہے تو زلفیں کیوں ہوں پھر سن ہو

تاہم ایک بات غور کرنے کی ہے کہ اگر چاند پر کوئی مرد گیا ہوتا تو خلاؤں میں کس قدر فتنہ و فساد پیدا ہوچکا ہوتا، وہ چاند کی خوبصورتی سے لطف اندوز نہ ہوتا، بلکہ اس کا جائزہ لیتا کہ چاند میں کہاں کوہ ہے اور کہاں غار۔ اور کہاں بم داغے جائیں اور کہاں کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو پوری دنیا اس وقت خلائی جنگ کی زد میں ہوتی۔ یہ عورتوں کی پرسکون اور جمال پسند طبیعت کا اثر ہے کہ چاند پر پہنچنے والی پہلی خاتون صرف تعمیری کاموں میں رات دن مصروف ہے۔

ہماری دعا ہے کہ وہ بڑھیا چاند میں ہمیشہ آباد رہے، اور کوئی مرد چاند پر پہنچنے میں کبھی کامیاب نہ ہو۔

ALAWRAAQ Publications
www.alawraaq.com